رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

جلد ۲ | ۴ - مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۱۹ - جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۵

مدینۃ المسیح

۱ - حضرت فضل عمر کی طبیعت اچھی ہے - حضور کی توجہ آجکل ترجمۃ القرآن کے فوائد و حواشی کی ترتیب پر مبذول ہے +

۲ - دونوں سکولوں میں پڑھائی بدستور ہو رہی ہے +

۳ - آج آیت وار عصر کے بعد ماسٹر عبدالرحیم صاحب گوجرانوالہ نے تبلیغ کے حالات سُنائے - سامعین بہت محظوظ ہوئے +

۴ - امید ہے کہ جلد قادیان میں تار لگ جائے گی +

۵ - طلباء ہائی سکول امتحان انٹرنس دے چکے بعض ان میں سے ٹھہرے ہیں +

اخبار احمدیہ

۱ - مولوی ثناء اللہ صاحب نے سافراگرہ کے مناظرہ کے متعلق ہمارا مضمون چھاپ دیا - بڑی اچھی بات کی - مگر اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں دعوٰی کی دلیل اپنی الہامی کتاب سے دینے کے متعلق یہ لکھا ہے کہ علامہ ابن رشد نے اس طریق کی زیادہ اشاعت کی - یہ در اصل حملہ ہے حضرت مسیح موعود پر - کیونکہ ہمارے نزدیک یہ اصل اور اسپر کثرت کے ساتھ عمل حضور ہی سے خاص ہے - اس سے پہلے اسلام کے مناظرین میں بہت کم ایسی مثال ملتی ہے بلکہ نہیں ملتی - اگر اہلِ حدیث اپنے قول میں صادق ہے تو وہ ابن رشد کی چند مثالیں بیان کرے +

۲ - جب میں دیکھتا ہوں کہ صوفی جماعت علیشاہ صاحب کے خلیفۂ خاص کا لڑکا نثار مجدد - حضرت فضل عمر کے خدام میں داخل ہے - مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا بیٹا ابو اسحٰق عرصہ سے یہیں ہے - غزنوی خاندان کا ایک نوجوان - حضرت خلیفۂ اول کے بعد خلیفۂ ثانی کے مبائعین میں سے ہے - مولوی محمد علی بوپڑی کا بیٹا عزیز الرحمٰن دارالامان میں ہے اور بڑے اخلاص سے اپنے مخدوم و مطاع خلیفہ کی خدمتگذاری کرتا ہے تو بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکل جاتا ہے - کہ ان سعادتمند نوجوانوں کے باپوں نے تو خدا کے مسیح کی سخت مخالفت کی - اور اس سلسلہ کی بیخکنی میں پوری طاقت صرف کی - ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ ہمارے افلاذ - اکباد احمدی جماعت کے پیشوا کی خدمت اپنی سعادت سمجھینگے +

۳ - پیغام میں چھپا ہے کہ عصمت انبیاء مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف ہے - اس جھوٹی خبر کا شائع کرنے والا اپنے محمدی سے دریافت کر کے لکھے - اگر یہی حالت رہی تو کل شاید یہ دعوٰی ہو کہ حقیقۃ الوحی کے سوا تمام کتابیں پیغامی فتنہ کے بانی مبانی کی تصنیف ہیں +

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا +)

۴- دافوی معاند کو لکھا گیا تھا۔ کہ اگر تمہیں شوق ہے تو گھر بیٹھے فقیر مرزا۔ چراغ الدین جمونی کی طرح دعا مؤکد بوعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیوں نہیں کر دیتا۔ اس نے پھر لکھا ہے کہ صاحبزادہ صاحب میرے مقابل پر آئیں۔ نادان تیری حیثیت ہی کیا ہے۔ کیا حامیان پیغام تیرا ساختہ پرداختہ مانتے ہیں۔ تجھ کو تو وہ احمدی کہلانے والے بھی نہیں مانتے۔ غیر مبائع سید سرور شاہ صاحب نے دانتہ سے لکھا ہے کہ اس دیوانہ کو کیوں خطاب کیا جاتا ہے اگر کچھ ہمت ہے تو اپنی طرف سے جموں کے چراغ الدین یا غلام دستگیر قصوری کی طرح دعا شائع کر دے خدا فیصلہ کر دے گا +

۵- میر حامد شاہ صاحب نے بقول پیغام حقیقۃ النبوۃ پڑھ کر لکھا تھا اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اسے مسیح موعود کی ہتک بتایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے جن کا دن رات شیوہ ہی یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے درجہ کو گھٹائیں اور اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مسیح موعود ناکام گئے۔ حالانکہ وہ سوچیں تو انہیں معلوم ہو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کے خزائن مفتوح ہونیکی پیشگوئی تھی۔ جو حضرت عمر کے عہد میں پوری ہوئی تو کیا نبی کریم ناکام گئے ہرگز نہیں۔ تابع کا کام متبوع کا کام ہے بلکہ یہ تو زبردست قدرت قدسیہ کا ثبوت ہے کہ آپکا کام اسکے غلام کے ہاتھ سے سرانجام ہوا۔ کیسا خوش قسمت کامیاب در بامراد ہے وہ باپ جس کا تمام کام وہ سنبھال لے اور وہ خود آرام کرے نہ کہ یا ناکامی توجب ہو کہ کوئی غیر مسند نشین ہو۔ جب آپکا تابع آپکا بیٹا جانشین ہے تو انکے کام در اصل باپ اور متبوع کے کام ہیں +

۶- ایک دوست ضلع لائلپور سے لکھتے ہیں کہ حافظ جماعت علی صاحب احمدیوں کے خلاف عوام الناس کو اشتعال دلا کر ان پر فتویٰ تکفیر لگاتے پھرتے ہیں جس سے ہم پر بہت سختی ہوئی اس سے پہلے بھی ایسی خبریں پہنچی ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ صوفی صاحب موصوف اپنے طرز عمل کو بدل دیں گے کیونکہ سب رعایائے سرکار ہیں اور عوام الناس مذہبی طور پر مشتعل ہو کر فساد کا موجب ہو سکتے ہیں جو ٹھیک نہیں +

۷- مونگیر میں مسجد کا مقدمہ چل رہا ہے وکلاء کی بحث ختم ہو چکی نتیجہ کا انتظار ہے۔ جماعت احمدیہ نے اس مقدمہ میں بہت سے اخراجات اور تکالیف اٹھائے خدا جزائے خیر دے +

۸- چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ایک دوست کو لکھا گیا کہ مخالف مولوی سے بہرحال پہلے وفات و حیات مسیح پر بحث کیجائے پھر پیشگوئیوں پر +

۹- مکرم معظم ذوالفقار علی خان صاحب رامپور نے پانچ سوالوں کے جواب کی لکھوائی اور چھپوائی (۲۰۰۰) اپنے ذمہ لی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا +

۱۰- مرزا حاکم بیگ صاحب نے اپنی لڑکی اسمی اقبال بیگم کا نکاح مرزا ابو سعید احمدی اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کیمبل پور کے ساتھ مورخہ ۲۱- اپریل ۱۹۱۵ء کو بمقام گجرات احمدی احباب کی مجلس میں کر دیا ہے حق مہر دو ہزار مقرر ہوا۔ ایک ہزار معجل اور ایک ہزار غیر معجل +

۱۱- دوئم یہ چٹھی برائے اشاعت بھیجتے ہیں۔ بخدمت پیغام صلح لاہور۔ بیتے دسمبر ۱۳ء میں ۱۲/ قیمت رسالہ اردو مسلم انڈیا و کتاب لارڈ ہیڈلے ارسال کیا تھا۔ باوجود کئی خطوط طلبی رسالہ و کتاب ارسال کئے جواب ہی پایا۔ وجہ نہ معلوم۔ اب بذریعہ اخبار الفضل عرض کرتا ہوں کہ یہ روپیہ آپ مجھے واپس بھیج دیں +

حاکم بیگ انسپکٹر چونگی جلالپور جٹاں +

مختلف خبریں

لنڈن ۲۸- اپریل۔ محکمہ جنگ اور محکمہ بحری نے اعلان کیا ہے کہ ایک روز کی شدید جنگ کے بعد فوج جزیرہ نمائے گیلی پولی میں اتری اور بحری طاقت کی مدد سے وہاں قدم جمانے میں ترقی کر رہی ہے۔ فرانسیسیوں نے ۵۰۰ سو قیدی گرفتار کئے ہیں قاہرہ میں ایک سرکاری تار بدیں مضمون شائع کیا گیا ہے کہ درہ دانیال کے دونوں ساحلوں پر اطمینان کے ساتھ فوج اتاری گئی۔ کئی قیدی گرفتار کئے گئے اور سپاہ کی پیشقدمی جاری ہے +

فرانسیسی سپاہ قوم قلعہ پر فوج کشی کر رہی ہے جو دہانہ دردانیال کے ایشیائی ساحل پر واقع ہے۔ اور غنیم کے سات شبخونوں کے باوجود جنہیں میں اس کی بھاری توپیں بھی مدد دیتی رہیں۔ ایک گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ ترکی رپورٹوں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اتحادیوں نے نگر بدن تغیابتہ پر جو جزیرہ نمائے گیلی پولی کے جنوب مغربی ساحل پر واقع ہے۔ نیز دریائے سفندیر کے دہانہ پر فوج اتاری ہے +

۲۵- اپریل کو بحیرہ اسود کے روسی بیڑے نے قلعجات فنار قتونجہ بوروں اور تجدیر جو باسفورس کے دہانہ پر واقع ہیں اور ان سے آگے فواق اور مجار پر جو آبنائے کے اندر واقع ہے گولہ باری کی جس سے عظیم دھماکے وقوع میں آئے +

پیرز کے قریب جنگ۔ شملہ ۲۹- اپریل۔ جرمنوں نے پیرز کی جنگ میں جو کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کا سلسلہ رک دیا گیا ہے۔ اس عارضی کامیابی کے لئے جرمنوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اگران کا مدافعانہ زور ٹوٹ نہیں گیا۔ تو کم از کم تمام صرف ہو چکا ہے +

ایک اور عظیم جنگ۔ لنڈن ۲۹- اپریل۔ فرانس کی غیر سرکاری رپورٹیں مظہر ہیں کہ ایرس کے علاقہ میں بھی عظیم جنگ شروع ہو گئی ہے۔ فرانسیسیوں اور برطانیوں کی جارحانہ کارروائی جاری ہے دو روز کے اندر تین ہزار قیدی گرفتار کئے گئے۔ جرمن اب دل شکستہ ہو کر جوابی حملے کر رہے ہیں +

لنڈن ۲۷- اپریل۔ آج مسٹر ایکوتھ نے دیوان عام میں کہا کہ جرمنی میں برطانی قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے نہایت ہی بدنما دھبہ ہے اور اختتام جنگ پر ہم اس بے رحمی اور مجرمانہ کارروائی کی داستان کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گے +

ہندوستان کے فوجی افسروں کی تنخواہ — لنڈن ۲۶- اپریل۔ مسٹر رابرٹس نے دیوان عام میں اعلان کیا کہ محکمہ جنگ کے ساتھ اس امر کا تصفیہ ہو گیا ہے کہ جن ہندوستانی افسروں سے ان کی ذاتی اور نوکروں اور گھوڑوں کی رسد اور چارے اور دانے کی بابت مقررہ رقم وضع کیجاتی ہے۔ انہیں آیندہ اس قسم کی وضعات سے آزاد کر دیا جائیگا۔ اور سابقہ وضعات کی رقم بھی واپس دیدیجائے گی +

گورنمنٹ ہند نے اعلان کیا ہے کہ امسال برٹش امپائر میں حضور ملک معظم کی سالگرہ نہیں منائی جائیگی۔ حضور کی رحمدلی گوارا نہیں کرتی کہ لاکھوں انسان جانیں قربان کر رہے ہیں اور اس موقعہ پر عام خوشی ہو +

مقدمہ سازش دہلی کے ۵ ملزمان نے پریوی کونسل میں اپیل کی تھی۔ معلوم ہوا کہ نامنظور ہوئی +

مسلمان راجوری پر ہندوؤں کے لوٹنے کا مقدمہ تھا ۶۳ آدمی ماخوذ تھے۔ ۴۶ کو دو سال قید سو روپیہ جرمانہ سے ۵ ماہ قید اور ۲۰ روپیہ جرمانہ تک سزائیں ہوئیں +

۲۰-اپریل ۲۴-اپریل [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۹۱۵ء

سکھوں اور آریوں میں ناچاقی

پنجاب کی نازک حالت۔

قومی لیڈروں اور اخبارات کا فرض

کچھ عرصہ سے ہمارا خیال تھا کہ آریہ سماج اپنی سابقہ دل آزار روش کو ترک کر کے امن پسندی اور سلامت روی کی راہ پر قدم مار رہا ہے۔ اور اس تبدیلی کو جو لیکھرام صاحب اور ان کے ہمخیال آریوں کے غلط رویہ نے پیدا کر دی تھی۔ اب خیرباد کہہ رہا ہے لیکن گذشتہ چند ماہ کے ناگوار اور ناقابل ذکر واقعات نے ہمارے اس خیال کو متزلزل کر دیا اور ہمیں یقین دلا دیا کہ

ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہم کو خود آریہ سماج سے شکایت اور سخت شکایت ہے لیکن ہمنے اپنی شکایت کو بعض وجوہات سے حوالہ قلم کرنا اور صفحہ قرطاس پر لانا پسند نہیں کیا۔ اور نہ ہی اب پسند کرتے ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم ان معاملات کو بھی کُلّیۃً ترک کر دیں جن کا اخبار کی ذمہ داری سے تعلق ہے اور جن کا اثر ملک کی موجودہ نازک حالت پر ہمیشہ سے زیادہ پڑ رہا ہے۔ لہذا آج ہم مجبور ہیں کہ ان رنجیدہ واقعات پر اظہار رائے کریں جو پنجاب کے کرہ ہوائی میں زہریلی گیس پیدا کر رہے ہیں اور نہ صرف حاکم و محکوم کے لئے موجب تکلیف ہیں بلکہ ہر ایک امن پسند شہری کی نظر میں قابل نفرت و حقارت ہیں۔ اس اشارہ سے ہماری غرض آریوں اور سکھوں کے باہمی جھگڑے اور بڑھتا ہوا نقار ہے جو ایک ناگوار سلسلہ واقعات کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور جس کی نسبت ہمعصر جھنگ سیال رقمطراز ہے:۔

"آج تک تمام ہندو اور آریہ سماجی بھی اس بات کو مانتے آئے ہیں کہ سکھ گوروؤں نے ہندو جاتی پر بے شمار احسان کئے .. .. .. اب ایک دم ہوا کا رُخ پلٹ گیا ہے آریہ سماجی اخبارات نے گوروؤں کے برخلاف لکھنا ہی اپنا پیشہ قرار دے لیا ہے۔ آریہ سماجی اخبارات کی یہ روش ہم دیکھتے ہیں اور علے الاعلان کہتے ہیں کہ نہایت ہی ناخوشگوار نتائج پیدا کرے گی۔" پھر یہی ہمعصر پٹیالہ کے مقدمہ دل آزاری کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں "رونق رام اور بشمبر دت اس وقت پٹیالہ کے جیل میں بُرے دن گذار رہے ہیں اور بھائی چرن سنگھ ایڈیٹر شہید امرت سر میں پیشیاں بھگت رہے ہیں۔ اب سکھ اخبارات کی طرف سے مہاشہ دھجا رام کی کتاب مقدمہ بنانے کی خاطر پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آریہ سماج کے اخبارات نے نہ صرف یہ کہ گورو صاحبان کے احسانات کے برخلاف لیڈنگ آرٹیکل لکھنے شروع کر دئے ہیں بلکہ گورو گوبند سنگھ جی کے نام سے (موسومہ) ایک کتاب پر بحث کر کے سکھوں کی دل آزاری پر کمر باندھی ہے۔"

ہمعصر جھنگ سیال نے اس جھگڑے کو یہیں تک نہیں چھوڑا بلکہ مذکورہ بالا تحریروں کے بعد پھر مفصلہ ذیل سطور حوالہ قلم کی ہیں۔

"ایک مدت سے پنجاب میں سکھوں اور آریہ سماجیوں کے جھگڑے نے بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ اور آپسمیں مل کر بیٹھنے کا لطف جاتا رہا ہے۔ آج آریہ سماجی سکھوں کو اور سکھ آریہ سماجیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے عقائد پر کشاکش کرتے رہتے ہیں۔ سکھوں نے آریہ سماجیوں کو کئی بیہودہ نام دے رکھے ہیں۔ اور آریہ سماجیوں کی طرف سے سکھوں کے کئی بُرے نام رکھے گئے ہیں۔ اگر یہ جھگڑا کسی اصول کی بنا پر ہوتا۔ اور دو فریق ٹھنڈے دل سے تحقیق حق کی خاطر شائستگی سے ایک دوسرے کے عقائد کی پڑتال کرتے تو چنداں مضائقہ نہیں تھا۔ کیونکہ تحقیق حق ابتدائے آفرینش سے ہوتی آئی ہے اور ہوتی رہی ہے مگر اب اس جھگڑا میں تحقیق حق کو مطلقاً دخل نہیں ہے۔ اب تو دونو طرف سے اپنی ٹانگ اوپر رکھنے کی کوشش ہو رہی ہے اور اس کوشش میں جائز و ناجائز حق و ناحق کی کوئی بھی تمیز نہیں کی جاتی۔ سکھ کہتے ہیں کہ سوامی دیانند نے دنیا میں اگر اتیاچار پھیلائے اور آریہ سماج کے بعض اخبارات کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ سکھ گورو ایسے ویسے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی تک برابر اینٹ پتھر چل رہا ہے اور آپسمیں دُکھ بڑھتا ہی جاتا ہے خالصہ پنتھ کی حقیقت کے مقدمہ کا جو انجام ہوا۔ اور جس طرح مہاشے رونق رام اور بشمبر دت سزا پا گئے وہ کسی صاحب سے مخفی نہیں ہے اگر دونو طرف سے ذرا بھی غور کیا جاتا تو اس مقدمہ کے وقوع میں آتے ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا نہ مقدمہ پر اس قدر خرچ ہوتا نہ دو شخص سزا پاتے اور نہ اس طرح کے جھگڑے کھڑے ہو جاتے۔"

اب اس تمام جھگڑے پر نظر کرنے منافرت کی خلیج کے وسعت پکڑنے اور حکام کی مشکلات کا اندازہ کرنے کے بعد ہم اگرچہ ہر دو فریق کو ذمہ دار ٹھہراتے اور کہتے ہیں کہ جس امر کا ایک مرتبہ فیصلہ ہو گیا۔ اب اُسے طوالت دینے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنے کی مضبوط وجوہات رکھتے ہیں کہ اس معاملہ میں آریہ سماج سکھوں کی نسبت زیادہ قصور وار ہے وہ کیوں؟ اس لئے کہ ابتدا انکی طرف سے ہوئی جس عقیدہ کو سکھ قابل نفرت تسلیم کرتے اور اپنے مذہب کی شان کے منافی سمجھتے ہیں اوسے خواہ مخواہ ان کے سر منڈھا اور ان کے مقدس گوروؤں پر مکروہ الزام لگائے۔ پھر اس پر ہی بس نہیں کیا۔ بلکہ خالصہ پنتھ کی حقیقت کے مصنف کو زندہ شہید رونق رام کا خطاب دیا گیا۔ آریہ وکلاء نے اس مقدمہ کو ایک قومی رنگ دیکر پٹیالہ میں ہی ڈیرہ ڈال دیئے اور اس طرح جس بات کو محض ایک معافی مانگ لینے سے رفع کر سکتے تھے اسے موجودہ نازک درجہ تک طوالت دی ہمارے معزز ہمعصر آریہ گزٹ نے تو لکھا تھا کہ:۔

"آریہ سماج میں لکشمی کی پرستش ہوتی ہے"

مگر ہم کہتے ہیں کہ اس پرستش کو اختیار کرنے کے ساتھ ہمارے بعض آریہ احباب نے سرستی ماتا (علم کی دیوی) کی پرستش سے اس طرح کنارہ کشی اختیار کرلی ہے۔ جس طرح اونہوں نے ہندو دیوتاؤں کی غلامی کا جوا گردن سے اوتار پھینکا تھا اور کچھ مدت امن کے بعد آج پھر اوسی راستہ کی طرف آ رہے ہیں۔ جس کی داغ بیل ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے

کے وقت پڑی۔ اور جب پنڈت لیکھرام صاحب کے وقت آمد و رفت شروع ہوگئی تھی ÷

بس ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آریہ سماج کے ذمہ دار لیڈر اور اخبارات اس موقعہ پر اپنے علم اور اپنی وطن پرستی کا ثبوت دیں۔ اور غار کو وسعت دینے کی بجائے کم کریں اور دوسری طرف ہمارے سکھ دوست بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور حالات کو مدنظر رکھ کر اس ناگوار بحث کا خاتمہ کردیں اور گورنمنٹ عالیہ کی مشکلات میں اضافہ نہ کریں ÷

اس میں شک نہیں کہ موجودہ بحث و مباحثہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سکھ ہندو نہیں ہیں اور آریہ سماج نے بھی سکھوں کے اس فیصلہ پر مہر کردی ہے اور گو اس وقت کوئی تعصب سے نہ مانے مگر ایک دن ضرور ماننا پڑیگا کہ سکھوں کا مقدس گرو مسلمان تھا اور سکھ ابتداءً ایک اسلامی فرقہ تھے۔

خیر یہ بات انشاء اللہ اپنے وقت پر اپنا کامل ظہور دکھائیگی۔ سو بسبب ضرورت ہے کہ ارشاد باری لا تفسدوا (فساد نہ پھیلاؤ) پر عمل کرکے سکھ اور آریہ اور مسلمان لیڈر و اخبارات ملک میں بحالی امن کا انتظام کرنے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور برطانیہ کے احسانات یاد کرکے چند کوتاہ اندیش لوگوں کے قبیح طرز عمل سے لگنے والے داغ کو مٹائیں ÷

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

اب ہمارے حریف نے یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ کسی بات کا جواب دلیل سے نہیں دیتا۔ مگر ہماری نسبت غلط باتیں مشہور کرکے لوگوں میں غلط فہمی ڈالتا اور یوں انہیں قبول حق سے روکتا ہے۔ اسلئے ضروری ہوا کہ ایک دفعہ ایسی باتوں کی تردید کردی جائے مگر بہت ہی مختصر الفاظ میں۔

۱۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت اقدس نے یہ جانتے ہوئے کہ فلاں شخص متوفی غیر احمدی ہے۔ پھر اس کا جنازہ غائب پڑھا ہو۔ اگر کسی نے عرض کردیا کہ میری والدہ یا بیوی یا رشتہ دار فوت ہوگئے حضور جنازہ پڑھا دیں تو اس احمدی پر حسن ظن کرکے پڑھ دیا۔ کیونکہ آپ کا مذہب تو ظاہر تھا کہ آپ نبی ہیں اور نبی کے منکر شرعاً کافر کہلاتے ہیں پس مسلم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کے جنازے کے لئے عرض کرے ÷

(ب) اگر حضرت اقدس نے یہ فرمایا کہ مکفر کا جنازہ نہ پڑھو تو یہ بہت مجمل حکم ہے۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی میں آپ نے صاف تشریح فرما دی ہے کہ نہ ماننے والے اور کافر کہنے والے دو قسم نہیں بلکہ ایک ہی قسم میں داخل ہیں اور پھر لکھا ہے جو مجھے نہیں مانتا۔ مجھے مفتری سمجھ کر ہی نہیں مانتا۔ اور جو آپ کو مفتری بناتا ہے وہ مکذب ہے۔ پس کوئی غیر احمدی غیر مکذب یا غیر مکفر نہیں۔ ہاں ہوسکتا ہے کوئی شخص نیک نیتی سے تحقیق کررہا ہے اور مصدق ہے صرف بیعت کرنے کی کسر ہے ÷

۲۔ حضرت مسیح موعود مستقل نبی تھے یا نبی سے بڑھ کر تھے۔ آپکے منکر کافر باللہ تھے۔ تمام کلمہ گو دائرہ اسلام سے خارج ہیں یہ تینوں باتیں غلط ہیں ہم ان کے قائل نہیں ÷

۳۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب صرف مجدد تھے یا زیادہ سے زیادہ مثیل مسیح۔ مگر کیا اس طرح انکی نبوت ثابت نہ ہوگی۔ جب موسیٰ کا مثیل نبی بلکہ خاتم النبیین ہے اور اسے مثیل موسیٰ کہنے سے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت میں کیا فرق آسکتا ہے

۴۔ "مسیح موعود کی نبوت کل کمالات نبوت اپنے اندر نہ رکھتی تھی بلکہ صرف پیشگوئیوں کا حصہ آپ کو دیا گیا" اس کے جواب میں یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود ایک غلطی کے ازالہ میں لکھتے ہیں کہ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہوگیا اور فرمایا کہ بروزی تصویر پوری نہیں ہوسکتی۔ جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو اور فرمایا۔ تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں ÷

۵۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع سے بارگاہ الٰہی میں مقرب ہونیوالا انسان اگر یہ دعوے بھی کرے کہ میں آپکے اتباع سے اس درجہ تک پہنچ گیا ہوں کہ پہلے سب نبیوں سے افضل ہوگیا ہوں تب بھی جائے تعجب نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ غیر نبی کو نبی سے افضل جانتے ہیں کیونکہ نبوت ایک درجہ تقرب کا نام ہے (دیکھو حقیقۃ النبوۃ) پس مقرب ہونیوالے سے مراد وہی ہے جسے خدا تعالےٰ نے نبی بنادے ÷

(ب) کہتے ہیں کہ تحفۃ الملوک میں حضرت اقدس کو صرف مجدد پیش کیا گیا یہ غلط ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۲ تا ۶۵۔

اس صدی کے سر پر بھی ایک عظیم الشان انسان مبعوث کیا جو اپنی شان میں پہلے تمام مجددین سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور ان کا نام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود اور مہدی مسعود کا درجہ عطا فرما کر دنیا میں بھیجا × × × × × وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے کرتے آپ کا کامل مظہر ہوجائے گا۔ اور اسمیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی نہ ہوگی۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بھم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دفعہ دنیا کی ہدایت فرمائینگے۔ ایک دفعہ تو اپنے زمانہ میں جو صحابہ کرام کا زمانہ تھا اور ایک دفعہ آخری زمانے میں × × ×

جب احادیث پر نظر کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر مسیح موعود ہوگا"

دیکھئے آپ کو نبی بلکہ نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ کی شان میں تو پیش کردیا ہے اب اس سے بڑھ کر تو اور کوئی رتبہ نہیں تھا جس میں پیش کرتے ÷

کہاں سے کہاں پہنچ گئے

ایک غیر مبایع نے لاہور سے مجھے حسب ذیل سطور لکھی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ناظرین اخبار بھی غیر مبایعین کے خیالات مذہبی سے واقف ہوجائیں اور وہ معلوم کرلیں کہ پہلے ان حضرات نے خلافت کا انکار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسیح موعود سے انکار کر بیٹھے اور اب تو صریح طور پر اسلام ہی سے کلی طور پر علیحدہ ہوگئے خیالات مذکورہ یہ ہیں "مجھ کو کچھ شک کوک باقی ہیں نہ کسی تحقیق کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ دنیا میں زندہ رہنے کیلئے کسی جماعت سے تعلق ہونا چاہئیے وہ "الف" ہو یا "ب" (یعنی چاہے کہ یہ سماج ہو اور چاہے برہمو سماج اور چاہے دھرم سماج ناقل) میں اس سے زیادہ مذہب کی ضرورت

دو سوالوں کا جواب

برادر محمد عثمان لکھنوی نے مندرجہ ذیل مضمون چھپنے کے واسطے دیا ہے یہ دو سوالوں کا جواب ہے جو حضرت خلیفۃ ثانی نے دیا۔ امید ہے ناظرین کے لیئے مفید ہوگا

سوال اول:۔ حضور نے یہ جو لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی گر تھے۔ اس سے کیا مراد ہے اور بواسطہ نبوت ملنے کے کیا معنی ہیں جب خدا تعالیٰ نبی گر ہے تو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہنے سے شرک لازم نہیں آتا +

جواب سوال اول:۔ میرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ آپ کی اتباع اور آپکی لائی ہوئی شریعت اور آپکے بتلائے ہوئے طریقہ پر چلکر انسان نبوت کا درجہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر سکتا ہے۔ یعنی اسکی ضرورت نہیں کہ ایک حد تک انسان آپ کی شریعت پر عمل کرے اور پھر اپنے زور سے بلند ہو۔ آپ کی اتباع اتباع میں ہی اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ نبوت کا مستحق ہو جائے۔ گو نبوت اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اس سے زیادہ میرا مدعا نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی لائق استاد کی نسبت کہے کہ یہ تو ایم۔ اے نہیں بلکہ ایم اے بنا دیتا ہے تو اسکا یہی مطلب ہوگا کہ اسکی شاگردی میں ایم اے کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے اس فقرہ سے کوئی اگر یہ مطلب نکالے کہ اسے یونیورسٹی کے اختیار سپرد کر دئے ہیں۔ تو اسکی حماقت ہے۔ ڈگری بہر حال یونیورسٹی ہی دیتی ہے +

سوال دوم:۔ (الف) مسیح موعود کی نبوت سے آنحضرت صلعم کی عزت کس طرح بڑھی جب کہ اس سے پہلے آنحضرت صلعم کی رسالت پر ایمان لانے سے ایک شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا تھا۔ مگر اب آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول مان لینے سے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسیح موعود کی نبوت پر بھی ایمان نہ لاوے +

(ب) اور اس لحاظ سے آخری نبی کون ہوا اور اس حدیث کے کیا معنے ہوئے جس میں آنحضرت نے فرمایا کہ میں مکان نبوت کی آخری اینٹ ہوں +

جواب سوال دوم:۔ ایک بادشاہ کا حکم رد کرنے سے انسان پکڑا جاتا ہے اسکے ماتحت حاکم کا حکم رد کر دینے سے بھی پکڑا جاتا ہے اس سے بادشاہ کی عزت میں فرق نہیں آجاتا بلکہ اسکے قائم مقام کے حکم کے رد کرنے پر سزا نہ ہو تب اسکی ہتک ہے۔

(ب) آخری نبی بہر حال آنحضرت ہی ہیں کیونکہ جو نبی آیا ہے وہ بھی آپکی غلامی میں ہے اور اسنے کوئی نیا مذہب نہیں نکالا۔ آخری اینٹ سے بھی مراد تشریعی نبی ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکان کے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ کاش یہ اینٹ بھی لگ جاتی اور یہ خیال صرف تشریعی نبی کی نسبت ہی ہو سکتا ہے۔ غیر تشریعی نبی کی خواہش قبل از وقت پیدا ہی نہیں ہو سکتی صرف شریعت ہی ایک ایسی شئے ہے جس کی نسبت انسان کہہ سکتا ہے کہ کاش اس کا فلاں فلاں حصہ بھی مکمل ہو جاتا سو اسلام نے کل شرائع کے نقائص کو دور کر دیا۔ اور عمارت مکمل ہو گئی +

بعض مضامین کا اقتباس

بہت سے مضامین پڑے ہیں جن کی اشاعت میں دیر ہوتی جاتی ہے اور کوئی گنجائش نکلتی نظر نہیں آتی۔ مناسب معلوم ہوا کہ ان کا اقتباس دیدیا جائے +

۱۔ منشی برکت علی دفتر ٹریفک لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک تو وہ ہیں جنہوں نے مسیح موعود کا انکار کرکے اپنی مماثلت مسیح ابن مریم کے نہ ماننے والوں سے کر لی۔ اب مسیح موعود کی شان محمدیت کے منکر و مکذب پیدا ہوئے۔ خدا کو منظور نہ تھا وہ افراط کی طرف جھکتے۔ لہذا انہیں تفریط کی طرف پھیر دیا تا مماثلت میں من وجہ مغائرت بھی رہے +

۲۔ برادرم اکبر علی صاحب راوتیانی سے لکھتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں ہم تو حقیقی مدارج کے لیئے دعا مانگتے ہیں نہ غیر حقیقی مدارج کے لیئے۔ جب ہم ایسے عظیم الشان نبی کی پیرو ہیں۔ جو اپنے مثیل سے مدارج میں بڑھ چڑھکر ہے۔ تو پھر اسکی متابعت سے جو مدارج ملیں گے کیا وہ غیر حقیقی اور صرف ملمع کی طرح عارضی ہوں گے +

۳۔ پیغام والے بیرونجات میں کثرت سے اپنے ٹریکٹ تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ مرکز سے دور بھولے بھالے آدمی کسی طرح ان کے دام میں پھنس سکیں۔ ایک غیور غازی الدین محمد یوسف پوسٹماسٹر اورنگ آباد نے پیغامی فتنہ کے بانی مبانی کو یہ چٹھی لکھی ہے +

مکرم معظم محمد علی صاحب۔ جناب کا شفقت نامہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۵ء کا دستیاب ہوا آپکے روانہ کئے ہوئے رسالہ "النبوۃ فی الاسلام" و "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" وضمیمہ پیغام صلح۔ اخبار یکم اکتوبر نمبر ۵۰ کا پرچہ" و "۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء کا پرچہ" پہنچے۔ بندہ نے بغور اسکا مطالعہ کیا۔ حضور پر نور خلیفۃ ثانی مسیح زمان۔ کا تصنیف کیا ہوا رسالہ "القول الفصل" بھی پڑھا۔ یہ غلام اس نتیجہ پر آیا کہ جناب آپ و خواجہ کمال الدین صاحب دونوں غلطی فاش پر ہیں بلکہ آپ صاحبان دنیا کے مال و دنیوی عزت کی حرص میں حق کو قصداً پوشیدہ رکھکر دنیا کو غلطی میں دھوکے میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ افسوس آپ کی تحریرات دیکھکر معلوم ہوتا ہے۔ آپ میں و مرحوم سید احمد خان میں فرق نہ رہا۔ وہ فرما گئے ایک شخص عیسائی یا یہودی بھی رہکر نجات پا سکتا۔ آپکا بھی عقیدہ قریباً اسی درجہ پر پہنچتا ہے۔ خدا رحم کرے۔ حسد و حب دنیا انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتے ہیں +

از محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

اطلاع برائے مطابع

گورنمنٹ پنجاب حال میں ان جدید منڈیوں کے اندر جو نہر لوئر باری دوآب و نہر اپر چناب اور نہر اپر جہلم سے سیراب شدہ رقبہ جات میں تعمیر کیجاویں گی اگرین ایلیویٹروں کے قائم کرنے کے سوال پر غور کرتی رہی ہے۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ پرائیویٹ اشخاص کو اپنے طور پر ایلیویٹر کی تعمیل کرنے کی ترغیب دینے کے لیئے اور گورنمنٹ نو آباد شدہ قصبہ جات میں ریلوے سٹیشنوں کے قریب ریلوے کی لائن کے متصل مناسب جگہ بلا قیمت مگر بقید ادائگی معاملہ زمین اس شرط پر ادا کریں۔ کہ اس جگہ کو صرف ایلیویٹر کی تعمیل کے لیئے استعمال کیا جاوے۔ جو اشخاص مندرجہ بالا شرائط پر جگہ حاصل کرنا چاہیں انکو افسران نو آبادی متعلقہ کے پاس درخواست کرنی چاہیئے +

دستخط ڈبلیو براین رجسٹرار (لاہور)
سول سکرٹیریٹ پنجاب
۵۔ فروری ۱۹۱۵ء

حضرت خلیفۃ ثانی کا ارشاد

شادی و بیاہ کی رسومات کے متعلق

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ رسومات کے قلع و قمع کے لئے میں ابھی ہماری جماعت نے مجموعی قوت سے کام نہیں لیا میں امید کرتا ہوں کہ اب اس تحریر کے پڑھنے کے بعد دوست ویسا نمونہ قائم کرینگے جو دوسروں کے لئے موجب ترغیب ہو ایسے تمام دوستوں کے نام (اگر وہ اطلاع فرمائیں) اخبار میں شائع ہونگے تا دوسروں کے لئے نمونہ کا کام دیں۔"

سوال اول۔ جو مستورات دلہن کو پہلی دفعہ دیکھنے آتی ہیں وہ کچھ نہ کچھ مٹھائی ضرور لایا کرتی ہیں۔ خالی ہاتھ آنا پسند نہیں کرتیں۔ آیا یہ جائز ہے۔ یا کہ اس دستور کو روکا جائے۔

جواب۔ ایک فضول رسم ہے نہ حرام کہہ سکتے ہیں نہ حلال

سوال دوم یہ عورتیں جب پہلی ملاقات کے لئے آتی ہیں تو واپس جاتے وقت انکو کچھ بتاشے وغیرہ دیئے جایا کرتے ہیں اسکے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب۔ یہ بھی رسم ہے ایسی سب باتیں حتی المقدور روکنی چاہئیں۔

سوال سوم۔ دلہن کے گھر پہنچنے کی تقریب پر کیا کچھ مٹھائی احباب میں تقسیم کر دینی جائز ہے یا کہ صرف دعوت ولیمہ پر کفایت کیجائے۔

جواب۔ صرف ولیمہ

سوال چہارم دلہن کے آنے پر کیا مستورات جمع ہو کر کچھ شعر و اشعار وغیرہ پڑھ کر (مثلاً درثمین کے اشعار) خوشی منالیں۔

جواب۔ بیشک بیحیائی کی بات نہ ہو

سوال پنجم لڑکے کے بیاہ پر ایک دستور ہوتا ہے کہ دولہا کی بہنیں پھوپھیاں یا تو دلہن کے لئے ہارجات اور زیور بنا کر لاتی ہیں۔ اور اس سے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہمکو اس سے بڑھکر واپس دیا جاتے یا یوں بھی رواج ہوتا ہے کہ انکو ایسے موقعوں پر کچھ کپڑے اور زیورات بنوا دیئے جائیں اسکے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب۔ یہ بھی بدعت ہے روکنا مناسب ہے

غیر مبائعین کا گریز

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے بدیں غرض۔ کہ کوئی روح سعادت حاصل کرے اور حق سے دور نہ رہے حضرت خلیفہ ثانی کی اجازت سے غیر مبائعین کی درخواست متعلق مناظرہ منظور کر لی اور علمائے مبائعین نے جو سیحیوں سے بحث میں مصروف تھے غیر مبائعین کو کہلا بھیجا کہ وہ شرائط مناظرہ طے کریں اور اس مقصد کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں۔ اسکے جواب میں بابو عبدالحق صاحب آئے لیکن آنے بھی اس بات پر زور دیا کہ مباحثہ پبلک میں ہو۔ بار بار کہا گیا۔ کہ یہ احمدیوں کا اندرونی اختلاف ہے۔ غیر احمدیوں کی شمولیت کی ضرورت نہیں اور اسی قرار داد پر ہمنے حضرت خلیفہ ثانی سے اجازت مانگی ہے اور یہی آپ لوگوں کی درخواست تھی۔ احمدی خواہ لاکھ ہوں کوئی حرج نہیں کیونکہ بحث میں جو حوالے پیش ہونگے وہ صرف احمدیوں پر حجت ہو سکتے ہیں مثلاً نبوت مسیح موعود کے متعلق صرف ہمنے یہ دکھانا ہے کہ مسیح موعود نے اسکا دعویٰ کیا ہے نہ یہ کہ وہ اوائل سے نبی تھے کیونکہ آپ مسیح موعود کو صادق ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اسی طرح خلافت یا الوصیت کی تشریح اس سے بھی غیر احمدیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن غیر احمدیوں سے تعلقات بڑھانے اور مسیح سے دور جانے والے برائے نام احمدیوں کو اس سے کیا سروکار اس بات پر زور دیتے رہے کہ مباحثہ پبلک ہو غیر احمدی بھی سنیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر انکی غرض تحقیق ہوتی۔ تو اس پبلک پر زور دینے کی کیا معنی تھے اس سے تو صاف یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ غیر احمدیوں کے جذبات کو مبائعین کے خلاف بھڑکانا چاہتے تھے۔

ہمنے اس اصرار کا جواب یہ دیا کہ اگر اس قسم کا پبلک مباحثہ کرنا ہو تو پھر اپنے امیر سے چیلنج دلائیں اور پہلے کی طرح اظہار کمزوری نہ دکھائیں۔ اس موقعہ کے لئے تیار ہو جائیں اور لاہور میں ایسا مباحثہ کر لیں۔

ان غلطی خوردہ لوگوں کی حالت اور اصل اعتقادات کا پتہ کچھ تو خواجہ صاحب کے لیکچروں مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر سے لگ ہی چکا ہے اور جو کچھ ہمنے دیکھا وہ یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ جیسے دشمن احمد و احمدیت کے لیکچر میں سب سے پہلے پلیٹ فارم پر جا موجود ہوئے اور اگر کوئی انکو اسوقت سر دھنتے دیکھتا تو ضرور کہتا کہ پولوس کے کسی مرید پر روح القدس اتر آیا ہے ان غیر متشددوں میں جو ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لیکچر کے ممتاز حاضرین تھے اکبر شاہ خان اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی بھی شامل تھے دوست محمد صاحب پیغام کے مضمون نویس اور مسٹر فضل الہی صاحب نومسلم اور بعض دیگر غیر مبائعین تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولوی ثناء اللہ صاحب کا گریز

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

گوجرانوالہ میں احمدی مناظرین کی بینظیر کامیابی نے جہاں جمہور انصاف پسند غیر احمدیوں کو اظہار تشکر و مسرت کا موقعہ دیا۔ اور ہر خاص و عام کے منہ سے نکلا۔ کہ

"قادیان والوں نے اسلام کی عزت رکھ لی"

وہاں چند ایسے بھی تھے جنہوں نے مناسب سمجھا کہ ہو نگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کے لئے آخری دن مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی بلا لیں مولوی صاحب آئے اور حسب عادت اپنے اشعار سے تغزل پسند طبیعتوں کو محظوظ کیا۔

بلانے والوں نے چاہا یا خود مولوی صاحب نے مناسب سمجھا۔ کہ ۲۸ اپریل کی شام کو ۵ بجے اسلامیہ اسکولوں میں لیکچر دیں اور منادی ہوئی منادی کرنے والے نے مندرجہ ذیل الفاظ یا ان کے ہم معنی استعمال کئے

"مولوی ثناء اللہ صاحب کا آج ۵ بجے اسلامیہ اسکول میں وعظ ہوگا تمام مرزائی یا غیر مسلم آکر سوال جواب کر سکتے ہیں"

اب اس دعوت کا خدا کی طرف سے کیا جواب ملا اسکے لئے ہم ایک تحریر ذیل میں درج کرتے ہیں اور اسے ہم تائید غیبی سے تعبیر کریں تو حق بجانب ہیں اور وہ یہ ہے منشی الہ بخش صاحب ساکن گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں۔ منادی سنکر میں منتظمین جلسہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ پہلے احمدیوں سے حیات و ممات مسیح پر گفتگو کیجائے وہ راضی و تیار ہیں اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمنے احمدیوں یا غیر مسلموں کو نہیں بلایا۔ ہم نے ایسی منادی نہیں کرائی۔ منادی والے نے خود بخود کہہ دیا ہوگا۔

میں نے یہ بات سنکر کہا۔ آپ نے اس جلسہ میں لوگوں کو دھوکہ دیکر بلایا ہے اسلئے یہ جلسہ ناجائز ہے۔ تمکو پولیس سے اجازت لینی چاہیئے۔ اسپر مولوی عبد الحق صاحب وکیل نے کہا۔ تم اس بات کو جانے دو۔ ہم نے کسی سے سوال جواب کے لئے نہیں کہا میں نے کہا تمہیں پھر منادی کرانی چاہیئے اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب بولے تم ایسی منادی کرادو۔ پھر مولوی عبد الحق صاحب نے کہا۔ ہمارا احمدیوں سے کوئی تنازعہ نہیں"۔

جب جلسہ شروع ہوا۔ تو میں نے غلام حیدر صاحب منشی تحصیلدار سے جو صدر جلسہ تھے کہا مولوی ثناء اللہ صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر گفتگو کریں۔ غلام حیدر صاحب نے کہا کہ جلسہ خراب ہو جائیگا پھر میں نے کہا اگر وہ اس مسئلہ پر بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر حضرت مرزا صاحب کے برخلاف کوئی بات نہ کہیں انہوں نے کہا بہت اچھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سے کہا کہ اگر قرآن و حدیث میں حیات مسیح ہے تو آپ کیوں جواب نہیں دیتے۔ مولوی صاحب نے کہا میں تمہاری تشفی کر دیتا ہوں میں نے کہا ہمارا تو یہ ایمان ہے بحث کرنی ہو تو اعلان کرو۔ اور اگر تم ان سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کرنا چاہتے یا نہیں کر سکتے تو ہم تین آدمی احمدی ہو جائینگے ہمیں روک لو آپ یہاں شہر میں آئے تو ہم نے سمجھا کہ ہمارے مولویوں کا باوا آدم آیا ہے مگر یہاں تو باوا آدم بھی آگے نہیں ہوتا۔ اسپر مولوی صاحب بولے اچھا جاؤ احمدی ہوتے ہو تو ہو جاؤ۔ (الٰہ بخش بقلم خود)

اسکے بعد منشی الٰہ بخش صاحب احمدی علماء کو ریلوے اسٹیشن پر چھوڑنے آئے اور اظہار اخلاص کیا۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کے گریز یا اس بات کے اظہار پر جو انکے دل میں نہیں اظہار افسوس کرتے ہیں اور وفات مسیح کے مانتے ہوئے انکار کرتے رہنا انکی اخلاقی کمزوری تصور کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ایک دشمن کے ذریعہ بھی مخلوق کی ہدایت کا کام لے رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

پیغامیوں کے امیر کی گالیاں

یہ تو احباب کو معلوم ہے کہ پیغام کے ہر ایک پرچہ میں حضرت مسیح موعود کے خاندان اور احباب جماعت احمدیہ مہاجرین دارالامان کو گالیاں دیجاتی ہیں مگر مولوی محمد علی صاحب کا اسپر بھی جب جی ٹھنڈا نہیں ہوتا تو وہ خود مہینے میں ایکبار قلم اٹھاتے ہیں ۲۰ مئی کے پیغام میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو کھلے کھلے لفظوں میں کفر اور شرک کے عقائد والا کہا ہے احمدیہ کے جاسوس اور رقاص کا رندی رکھے ہوئی ہیں اور یہ کہ میاں جی اسلام کی حقیقت سے بیخبر اور اسکا بیخ کن ہے ایمان فروش ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

کا

ہمارے ساتھ مناظرہ کرنے سے فرار

ناظرین بخوبی واقف ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر نے ہمیں مباحثہ کا چیلنج دیا۔ ہم نے توکلاً علی اللہ ان کا چیلنج منظور کرتے ہوئے امور بحث فیہ اور شرائط مباحثہ شائع کر دیئے اور تاریخ مقرر کر کے مولوی صاحب کی آمد کے منتظر تھے لیکن افسوس کہ وہی ہوا جو ان کے استاذ الاستاذ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریر سے جو الفضل میں شائع ہو چکی ہے ظاہر ہوتا ہے یعنی مولوی صاحب نے گریز اختیار کیا اور فرار کو اپنے لئے مناسب سمجھا اور بہانہ یہ بتایا کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ ضروری نہیں اور اس مباحثہ کو اپنے لئے ایسا خوفناک سمجھ کہ بے اختیاری میں یہانتک لکھدیا کہ اس مسئلہ پر بحث کرنا آ بیل مجھے مار۔ کا مصداق ہے ناظرین یہ ہے مولوی صاحب کی قوت ایمانیہ ہم مولوی صاحب سے باادب پوچھتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کیا حیات مسیح کے عقیدہ پر آپکا ایمان ہے یا نہیں ہے اور کیا اسکے بارے میں کوئی نص صریحہ قرآنیہ اور حدیثیہ آپکے پاس نہیں ہے کہ آپ اس میں بحث کرنے سے جھجکتے ہیں اور اسے غیر ضروری قرار دیتے ہیں اگر واقعہ میں مسیح کی زندگی کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں اور رسول کریم کے اقوال موجود ہیں تو آئیے میدان میں مباحثہ کیجئے اور اگر آپکے نزدیک قرآن و حدیث سے حیات مسیح کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ تو کیوں دنیا کو دھوکا دیتے ہیں ابھی اعلان کیجئے کہ میں مسیح کو زندہ نہیں خیال کرتا۔ کسی ایک طرف تو آئیے یہ مناسب نہیں کہ آپ مباحثہ سے بھی گریز کریں۔ اور پھر عام لوگوں میں جمہور مسلمانوں کے رنگ سے رنگین ہونا ظاہر کریں دنیا کو خوش کر کے آپ کیا لیں گے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ٭ ایں خیال است و محال است و جنوں

اب ہم مولوی صاحب کے اس عذر کو کہ صداقت مسیح موعود اور حیات وفات مسیح ناصری میں کوئی تعلق نہیں باطل ثابت کرتے ہیں اور اس بات کو بپایہ ثبوت پہنچاتے ہیں کہ حیات وفات مسیح کا مسئلہ طے ہو جانا مسیح موعود کی صداقت اور عدم صداقت پر بحث کرنے سے مقدم ہے۔

(۱) اسوقت کے جمہور اہل اسلام اور احمدی جماعت میں دو مسئلوں میں عظیم الشان اختلاف ہے پہلا مسئلہ حیات وفات مسیح ہے دوسرا دعاوی حضرت مرزا صاحب کا مسئلہ ہے اب اگر ان مسائل پر مباحثہ کیا جاوے تو یہ معلوم کرنے کیلئے کہ کون فریق حق پر ہے۔ سب سے آسان طریق یہ ہے کہ حیات و وفات مسیح پر مباحثہ ہو۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح ناصری زندہ ہیں تو پھر حضرت صاحب کے دعاوی پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ جس منصب کا دعوے کیا جاتا ہے اسکا دعویدار زندہ موجود ہے۔ اور اگر پہلے ہی حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر بحث کی جاوے اور فرض کے طور پر تسلیم کر لیا جاوے کہ اس مباحثہ میں حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ثابت نہ ہوئے تو اس مباحثہ سے حیات وفات مسیح کے مباحثہ پر کوئی اثر نہ پڑیگا کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا اپنے دعووں میں سچا نہ ہونا مسیح ناصری کی حیات کو مستلزم نہیں۔ غرض حیات ثابت ہونے سے دونوں اختلاف حل ہو جاتے ہیں لیکن عدم صداقت حضرت مرزا صاحب کے ثبوت سے صرف ایک اختلاف حل ہوگا اور دوسرے اختلاف میں پھر گفتگو کی ضرورت پڑے گی اس سے بھی ثابت ہوا کہ حیات وفات مسیح پر مباحثہ کرنا مقدم اور ضروری ہے بہ نسبت دعاوی پر بحث کرنے کے

(۲) حضرت مرزا صاحب کی صداقت یا عدم صداقت پر بحث کرنے سے آپکا یہی مدعا ہے کہ کسی طرح لوگوں کی غلط فہمی دور ہو اور غلط عقائد سے لوگ باز آجائیں۔ اور حق انپر ظاہر ہو جائے تو کیا وجہ ہے کہ جب بقول آپکے وفات مسیح کے غلط عقیدہ پر احمدی جماعت قائم ہے تو آپ اس مسئلہ پر بحث کر کے انپر کیوں حق ظاہر نہیں کرتے۔ اور انہیں اس غلط عقیدہ سے ہٹانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔

(۳) حیات وفات مسیح پر بحث کرنا اسلئے بھی مقدم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر تو صرف چار پانچ لاکھ انسان ابھی تک ایمان لائے ہیں۔ لیکن وفات مسیح کو تو علاوہ پانچ لاکھ احمدیوں کے قریباً تمام انگریزی خواں اور اسوقت کے روشن خیال لاکھوں کی تعداد میں تسلیم کرتے ہیں سو جس غلط عقیدہ میں (بقول آپکے) زیادہ لوگ گرفتار ہیں اسپر مباحثہ کر کے لوگوں کو غلطی سے بچانا زیادہ ضروری ہے بہ نسبت ایسے عقیدہ پر مباحثہ کرنیکے

ص قوم کو اندھی تقلید کے گڑھے میں گرا دیا ہے جھوٹی قسمیں کھائیں کہ میں نے خلافت کے لئے منصوبہ نہیں کیا۔ میاں صاحب کے اقرباء کی خواہش تھی کہ تم میاں کو خلیفہ بنا دو اسلئے ہم نے سترہ میں کہا کہ خلیفہ بنا دینگے۔۔

ق ان سب افتراؤں کا جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین منہ

جس کو کم لوگ مانتے ہوں۔

(۴) چوتھی بات جو حیات و وفات مسیح پر مباحثہ کرنے کو مقدم ٹھہراتی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مسیح ناصری زندہ ہیں اور یہ خیال انکے دل میں اچھی طرح جم گیا ہے اسلئے جب تک حیات و وفات مسیح پر مباحثہ نہ ہو عام لوگونکو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کبھی توجہ پیدا نہیں ہوگی۔ اور صداقت مسیح موعود کے ہزار دلائل انکو سمجھاؤ۔ انکی توجہ ہی منعطف نہیں ہوگی اسلئے ضروری ہے کہ پہلے حیات و ممات مسیح پر مباحثہ ہو۔ تاکہ لوگ ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ جاویں پھر صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہو۔

(۵) صداقت مسیح موعود سے پہلے حیات و وفات مسیح پر مباحثہ کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ مرزا صاحب کا دعوٰے مسیح ہونیکا ہے اور جبتک مسیحیت کا منصب خالی نہ ہو تب تک آپ کا دعوٰے آگے چل ہی نہیں سکتا۔ ہاں اگر منصب خالی ہو تب یہ بحث ہوگی۔ اس منصب کا حقیقی مستحق کون ہے غرض پہلے یہ بحث ہونی چاہیئے کہ آیا منصب مسیحیت خالی بھی ہے؟ اگر نہیں۔ تو پھر عدم صداقت خود بخود ثابت ہے اور اگر منصب خالی ہے۔ تو پھر صرف اسقدر تصفیہ باقی ہوگا کہ اس منصب پر کون سرافراز ہونا چاہئیے۔

(۶) اگر بقول مولوی ثناءاللہ صاحب کے حیات وفات مسیح پر بحث کرنا حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کوئی اثر نہیں ڈالتا تو رامپور اور مدمیں مولوی صاحب نے اس مسئلہ پر کیوں مباحثہ کیا۔ ان دونوں مقاموں میں سب سے پہلے حیات و وفات پر ہی مولوی صاحب مباحثہ کر چکے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک حیات وفات پر مناظرہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ مد اور رامپور کے مباحثوں میں اس مسئلہ میں اپنی کمزوری بیّن طور پر محسوس کر چکے ہیں۔ اس لئے اسپر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

(۷) ہر مباحثہ کی ایک طبعی ترتیب ہوتی ہے۔ جبتک اس ترتیب کو اختیار نہ کیا جاوے تب تک بحث تکمیل تک نہیں پہنچتی۔ اور نہ ہی دونوں فریق کسی عمدہ نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں اسی طرح احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اگر مباحثہ ہو۔ تو انمیں یہ ترتیب بھی ہے پہلے وفات مسیح پر مباحثہ ہو پھر صداقت مسیح موعود پر کیونکہ حضرت صاحب کے دو دعوے ہیں ایک مسیح ناصری کی وفات کا دوسرے اپنے مسیح ہونیکا اعلان دو باتوں میں سے وفات پہلے ہوئی یعنے مسیح کو مرے ہوئے انیس سو برس گذرے اور مسیحیت پر حضرت مرزا صاحب کا فائز ہونا بعد میں ہؤا۔ سو جو واقعہ پہلے ہؤا اس پر پہلے مباحثہ ہونا چاہیئے اور جو بات بعد میں ظہور پذیر ہوئی اسپر بعد میں مباحثہ ہونا چاہیئے

(۸) حیات و وفات مسیح پر اسلئے مباحثہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ہم چونکہ آپکا مطالبہ پورا کرتے ہیں۔ آپ ہمارا مطالبہ پورا کریں۔ آپ چاہتے ہیں کہ صداقت پر مباحثہ ہو۔ ہم اس مطالبہ کو پورا کرتے ہیں اور آپکو کہتے ہیں کہ ہاں اس مسئلہ پر ہم مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ اور اس طرح آپ ہمارا مطالبہ پورا کریں اور حیات وفات مسیح پر مباحثہ کرنا منظور فرماویں۔ دیکھو یہ بات کیسی قرین انصاف ہے کہ آپکا مطالبہ ہم پورا کریں اور ہمارا مطالبہ آپ پورا کریں اسمیں کیا حرج ہے فرض کرو حیات وفات مسیح پر مباحثہ کرنا صداقت مسیح پر مباحثہ کرنے کے لئے ضروری نہیں تو بھی کیا حرج ہے کہ ہمارا مطالبہ پورا کیا جائے۔ اور دونوں مسائل پر مباحثہ ہو جاوے۔

اب ہم چونکہ مذکورہ بالا دلائل سے یہ ثابت کر گئے ہیں کہ حیات وفات مسیح پر مباحثہ ضروری ہے اسلئے تمام غیر احمدیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مولوی صاحب کو حیات وفات مسیح کے مباحثہ پر آمادہ کریں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ ہم سے حیات وفات اور صداقت مسیح موعود پر مباحثہ کریں۔ کیا آپ لوگوں کا ایمان حضرت عیسٰے کی حیات عنصری پر نہیں کیا قرآن مجید حیات عیسوی کی تائید نہیں کرتا اور کیا رسول اللہ صلعم کے اقوال طیبہ مسیح ناصری کی زندگی کے نہیں۔ جبکہ یہ سب باتیں آپ کے اعتقاد میں داخل ہیں اور آپکا یہی مذہب ہے تو اس مباحثہ سے کیوں گریز کیا جاتا ہے۔ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں یا کیا مولوی صاحب کی قوت استدلال میں کوئی فرق آگیا ہے کیوں لوگوں میں اپنی ہنسی اٹھاتی ہو اگر مرد میدان ہو تو آؤ قرآن سے حیات عیسوی ثابت کرو۔ صحیح احادیث اس مسئلہ کی تائید میں لاؤ اور دنیا پر ثابت کردو کہ حضرت مسیح ناصری انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں لاکھوں احمدیوں اور بیشمار روشن خیال غیر احمدی مسلمانوں کو جو وفات مسیح کے قائل ہیں اس غلطی سے باز رکھو اور اس سچائی کو دنیا میں پھیلاؤ ہمت کرو اپنے مولوی صاحب کو جوش اور غیرت دلاکر میدان میں لاؤ جبکہ قرآن مسیح کو زندہ کرتا ہے احادیث اسکی زندگی کی مؤید ہیں تو آپ لاہور میں آؤ۔ تاریخیں مقرر کرو اپنا مناظر بھیجو مرد میدان بنکر مباحثہ کرو۔ حیات کے دلائل دو۔ وفات کے دلائل سنو پھر صداقت مسیح موعود کا ثبوت ہم سے لو دیکھو کیسے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو تمہارا مطالبہ پورا کرتے ہیں اور مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور تم ہمارے مطالبہ سے گریز کرتے ہو کیوں اتنا خوف کرتے ہو۔ جب قرآن و حدیث تمہارے ساتھ ہیں پھر میدان میں آنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ دن مقرر کرو پہلے روز حیات وفات پر مباحثہ کرو۔ دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کرو۔ دونوں مسئلے حل ہوں دونوں اختلاف دور ہوں۔ دونوں غلط فہمیاں صاف کی جاویں۔

آخر میں ہم صاف لفظوں میں مولوی ثناءاللہ صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تاریخیں مقرر کرو۔ لاہور میں آؤ مرد میدان بنکر پبلک کے سامنے حیات وفات پر اور صداقت مسیح موعود پر مباحثہ کرو اور خدا کے لئے آؤ اگر کچھ ہمت ہے۔ (ایڈیٹر)